دل کی بات
مدیر

ریاستی اداروں میں تصادم......انجام کیا ہوگا؟

وطنِ عزیز پاکستان حسبِ معمول بحرانوں اور افواہوں کے طوفان کی زد میں ہے۔ گزشتہ چند ماہ سے حالات بہت تیزی سے پلٹا کھا رہے ہیں اور اداروں میں تصادم سے فضاء بدلی بدلی نظر آرہی ہے۔ حکومت سپریم کورٹ کے سامنے کھڑی ہے اور سپریم کورٹ آئین پر عملداری کے علَم کو بلند کر کے اپنے مؤقف پر خم ٹھونک کر کھڑی ہے۔ بدنامِ زمانہ ''این آر او'' پر اپنے فیصلے میں سپریم کورٹ نے حکومت کو ہدایت کی تھی کہ سوئیٹزرلینڈ کی عدالتوں میں درج مقدمات دوبارہ کھولنے کے لیے سوئس حکومت کو خط لکھا جائے۔

اگرچہ سپریم کورٹ کے اس حکم میں صدر زرداری کا کہیں نام نہیں، لیکن صدر زرداری پر الزام ہے کہ انھوں نے قومی دولت لوٹ کر سوئس بینکوں میں رکھی ہوئی ہے۔ تاہم وزیراعظم یوسف رضا گیلانی کا کہنا ہے کہ:

> ''چونکہ آئینِ پاکستان کے آرٹیکل (۲)۲۴۸ کے تحت صدرِ مملکت کو استثنیٰ حاصل ہے اس لیے اُن کے خلاف سوئس مقدمات کھولنے کے لیے سوئس حکومت کو خط نہیں لکھا جا سکتا۔''

سپریم کورٹ نے حکومت کو ۱۳/ اکتوبر تک مہلت دی ہے کہ وہ این آر او پر جاری شدہ فیصلے کے نفاذ کو ممکن بنائے۔ اُدھر وزیراعظم نے یہ بھی کہا کہ: ''۱۳/ اکتوبر تک ملنے والی مہلت سپریم کورٹ سے کسی ڈیل کا نتیجہ نہیں۔''

قرضے معاف کیے جانے کے حوالے سے درخواست کی سماعت کرتے ہوئے چیف جسٹس افتخار محمد چودھری نے کہا کہ: غیر قانونی معاف کیے گئے قرضے واپس لیے جائیں گے۔ قومی دولت محفوظ بنانے کے لیے بین الاقوامی تعلقات متاثر ہوتے ہیں تو ان کا خیال نہ رکھا جائے۔ سٹیٹ بنک کو اربوں روپے معاف کرنے کا اختیار کس نے دیا؟''

سٹیٹ بنک کے وکیل نے سپریم کورٹ کو بتایا کہ ۱۹۷۱ء سے ۲۰۰۹ء تک ۲ کھرب ۵۶ ارب روپے کے قرضے معاف کرائے گئے۔ عبدالحفیظ پیرزادہ نے عدالتِ عظمیٰ کو بتایا کہ موجودہ حکومت نے گزشتہ دو سال میں ۵۴ ارب کے قرضے معاف کیے۔ اس پر چیف جسٹس نے سٹیٹ بنک سے قرضے معاف کرانے والوں کی فہرست طلب کر لی ہے۔

۱۳/ اکتوبر کو کیا ہوتا ہے اور اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے؟ یہ حکومت کی طرف سے این آر او پر سپریم کورٹ کے فیصلے پر عملدرآمد پر منحصر ہے۔ اگرچہ گزشتہ دنوں جنرل کیانی، صدر زرداری اور وزیراعظم گیلانی کی ملاقات کے بعد جمہوری سیٹ اپ کو برقرار رکھنے کے مشترکہ بیان کے بعد فضا کچھ دیر کے لیے سرد ضرور ہوگئی ہے لیکن تا کجے۔ صورتِ حال تو اب بھی بہت گھمبیر ہے۔ حکومت کی عافیت اِسی میں ہے کہ وہ سپریم کورٹ کے فیصلے کو تسلیم کرتے ہوئے اس کے نفاذ کو ممکن